لوئی پاسچر

ماہر جرثومیات

فرانس میں بہت دور ایک چھوٹا سا شہر اربوس تھا۔ جو دوسرے چھوٹے شہر جیسا تھا لیکن یہ ہمارے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہاں لوئی پاسچر رہتا تھا جس کی یہ کہانی ہے۔

اربوس کے اہم بازار میں ایک لوہار کی دکان تھی۔ جس میں لوہے کے بھاری بھاری اوزار رکھے ہوئے تھے۔ اس دکان کے پاس ہی ایک دوائی کی دکان تھی جس میں شیشے کے جار، مرتبان، لمبی تنگ گردن والے جگ رکھے تھے۔ دونوں دکانوں میں رکھے سامان میں بہت فرق تھا۔ لوئی پاسچر کی پسند دوائی کی دکان میں زیادہ تھی وہ کیمسٹ کو دوائی بناتے ہوئے دیکھتا رہتا تھا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ وہ شیشے کے ان نازک جار کو لے کر خود بھی کچھ دوائی بنائے۔ لوئی اس کیمسٹ کی دکان پر اس لئے نہیں جاتا تھا کہ اس کے ساتھ کھیلنے کو کوئی نہیں ہے یا وہ اُکتا (بور) جاتا ہے۔ حقیقت میں دکان پر وہ جو بھی دیکھتا یا سنتا اس میں اسے مزا آتا تھا۔ وہ چپ چاپ کیمسٹ کو بیمار لوگوں سے ان کی بیماریوں کی بات کرتے سنتا اور لوگوں کے ذریعے لائے گئے بیمار مویشی کے بارے میں بھی سنتا۔

ایک دن لوئی نے ایک شخص کو لوہار کی دکان میں جاتے ہوئے دیکھا۔ لوئی کو پتا چلا کہ اس شخص کو پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔ اس نے دیکھا کہ لوہار ایک لوہے کی سلاخ لے کر اسے خوب لال ہونے تک گرم کیا اور پھر اس شخص کے پاؤں کے حصے پر رکھ دیا جہاں پاگل کتے نے کاٹا تھا۔ وہ شخص درد کی وجہ سے زور سے چلایا۔ اس کی آواز لوئی کے کانوں میں زندگی بھر گونجتی رہی۔ لوئی خوف زدہ، دکھی، خاموش اور لاچار کھڑا رہا۔ وہ اس شخص کی کوئی مدد نہیں کرسکتا تھا۔

لوئی نے تبھی خود سے کہا ''جب میں بڑا ہو جاؤں گا تب میں کتے کے کاٹنے کا علاج ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔ میں کوشش کروں تو یقیناً اس کے بارے میں پتا لگا سکتا ہوں۔''

لوئی کے والد جین جوزف پاسچر تنر تھے۔ وہ جانور کی کھال لے کر اس سے چمڑا بنایا کرتے تھے۔ اسی چمڑے سے جوتے، بیگ اور دیگر چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ لوئی اپنے والد کو روزانہ کام کرتے ہوئے دیکھتا وہ دیکھتا کہ اس کے والد بڑی بڑی کھالوں کو ٹوکری میں ڈال کر اس کے اوپر نمک ڈال کر ڈھانک دیتے ہیں۔ ایک دن اس نے اپنے والد سے پوچھا ''ابا جی، آپ ان کھالوں کو نمک سے کیوں ڈھانکتے ہیں؟ نمک تو کھانے کے کام آتا ہے۔''

اس کے والد نے جواب دیا ''نمک کھال کو سڑنے سے بچاتا ہے کیوں تم نے اپنی امی کو اچار بناتے ہوئے نہیں دیکھا ہے؟ وہ بھی تو اسے سڑنے سے بچانے کے لئے نمک کے

پانی سے صاف کرتی ہے ۔اور تب وہ زیادہ دنوں تک تروتازہ رہ سکتا ہے، والد کی یہ بات سن کر لوئی کے آنکھ چمک اٹھے ۔اس نے کہا ''ہاں ابا، میں نے امی کو ایسا کرتے تو دیکھا ہے میں تو ان کے کام میں ہاتھ بٹھاتا ہوں ۔مجھے ان کا کھیرے کا اچار بہت اچھا لگتا ہے۔''

''مجھے بھی اچھا لگتا ہے۔'' اس کے ابا نے جواب دیا۔'' اسی طرح دوسرے ممالک کے لوگ ہمارے ملک کی پنیر اور شراب کو پسند کرتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں بہت سا دودھ ، پنیر اور شراب خراب ہو جانے کی وجہ سے پھینکنا پڑتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ اگر چیزوں کو زیادہ وقت تک سڑنے سے محفوظ رکھا جا سکے تو کتنا اچھا ہوگا۔''

لوئی نے فوراً کہا ''ابا میں آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔لوئی کے والد اپنے بیٹے کو اتنا بڑا خواب دیکھتے ہوئے مسکرائے لیکن انھوں نے سوچا کہ لوئی بڑے بڑے کام کرنے کے خواب دیکھتا تو ہے اور کسی کام کرنے کے لئے اس کام کے متعلق خواب دیکھنا اچھی شروعات ہے۔

سال گذرتے گئے اور لوئی بڑا ہو گیا۔وہ کالج جانے لگا۔ پہلے اس کا جھکاؤ مصوری کی

طرف تھا۔لیکن اب اسے کالج میں علمِ کیمیا کے اچھے پروفیسر ملنے کی وجہ سے اس کی دلچسپی سائنس کی طرف بڑھی ۔ مضمون پڑھانے کا ان کا انداز لوئی کو بہت پسند آتا۔ اب وہ سائنس میں صرف دلچسپی ہی نہیں لینے لگا بلکہ اس مضمون سے اسے پیار بھی ہو گیا۔ سائنس سے اس لگاؤ کے ساتھ لوئی کی تحقیقی زندگی شروع ہوئی۔اب چیزوں کے بارے میں اور زیادہ جاننے کو بے چین رہنے لگا۔ پہلے سال میں ہی اس نے ایسے کیمیائی شفاف شیشے کا مطالعہ کیا جو واضح ،شفاف اور برف جیسی معدنی شئے ہوتی ہے وہ جاننا چاہتا تھا کہ ان اشیا کے اندر سے روشنی گذارنے سے کیا ہوتا ہے۔

اس وقت کے بہت سے سائنسداں اس بات سے پریشان تھے کہ کسی ایک قسم کے شیشے میں سے روشنی نہیں گذر رہی تھی ۔تم جانتے ہی ہو کہ شیشے شفاف ہوتے ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ ان میں سے روشنی آر پار جا سکتی ہے لیکن سبھی سائنسداں کے لئے یہ تعجب کی بات تھی کہ اس ایک قسم کے شیشے کے آر پار روشنی نہیں جا رہی تھی۔ پاسچر نے بھی اس کی وجہ جاننے کی

کوشش کی۔اسے اپنے بچپن کی اس بات پر دھیان آیا۔''میں اگر کوشش کروں تو اس کے بارے میں یقیناً پتا لگا سکتا ہوں۔''اور ایک دن اس نے اس بات کا پتا لگا ہی لیا۔

اس کام میں پاسچر کے کامیاب ہونے کی وجہ سے ساری دنیا کے سائنسدانوں نے اس کی بہت تعریف کی گھر میں اس کے والد نے خوش ہو کر کہا۔''مجھے تم پر فخر ہے۔میں ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ تم اچھی تعلیم حاصل کرو۔لیکن تم نے نہ صرف اچھی تعلیم پائی بلکہ تمہارا نام تو ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔''

اس کے جواب میں لوئی پاسچر نے کہا۔''ابا، میں اس سب کے لئے آپ کا شکر گذار ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ میرے بچپن میں آپ نے میرے سامنے ایک خواہش کی تھی۔آپ نے کہا تھا کہ ایسا کچھ ایجاد ہو جس کی وجہ سے پنیر اور شراب خراب نہ ہو سکے۔انھیں زیادہ وقت تک تازہ رکھا جا سکے۔مجھے آپ کی اس خواہش کو پورا کرنا ہے۔یہاں سے اس کی بطور سائنس داں کام کی شروعات ہوئی وہ اپنی تجربہ گاہ میں کام کرتا رہتا۔تجربہ گاہ وہ کمرہ ہے جہاں سائنسداں کام کرتے ہیں۔لوئی کو اپنی تجربہ گاہ سے بہت انسیت تھی یہ اسے گھر کے کمرے سے بھی زیادہ اچھا لگتا۔اور یہ تجربہ گاہ اس کی زندگی کا ایک اہم جز بن گیا تھا۔

تجربہ گاہیں تحقیق کرنے والوں کے لئے ہی ہوتی ہیں۔لوئی بھی ایک محقق تھا۔اس نے بچپن میں نئی نئی ایجادیں کرنے کے جو خواب دیکھے تھے وہ سب اس کے دماغ میں تھے اس کا دماغ ایک سائنس داں کا دماغ تھا۔جو ہمیشہ نئی نئی کھوج کرنے میں لگا رہتا اس کے دماغ میں ہر طرح کے سوال اٹھتے رہتے۔لوئی کسی بھی بات کو ایسے ہی ماننے کو تیار نہیں ہوتا تھا وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟

اب پوری دنیا لوئی پاسچر کے نام سے واقف تھی کئی یونیورسٹیوں نے اسے اپنے یہاں کام کرنے کے لئے مدعو کیا۔اور آخر میں اس نے لیلے یونیورسٹی میں کام کرنے کا طے کیا۔لوئی وہاں پڑھانے کے علاوہ اپنی تحقیق بھی کرتا۔تجربہ گاہ میں خوردبین اس کا اہم آلہ بن گیا۔اس نے بہت سے سوالوں کے حل ڈھونڈنے کے لئے لگاتار تجربے کئے اور ان میں کامیابی حاصل کی۔

لیلے نگر، شراب بنانے کے لئے مشہور تھا۔ بہت سے لوگ اسی شراب بنانے کے کام میں لگے تھے۔لیکن ان کی بنائی ہوئی شراب خراب ہو جاتی تھی اور انھیں بہت نقصان ہوتا تھا۔ اس سے لوگ بہت مایوس ہو گئے تھے۔انھوں نے یونیورسٹی میں علم کیمیا کے نئے پروفیسر لوئی پاسچر کا نام سن رکھا تھا اس لئے وہ ایک دن لوئی کے پاس گئے اور التجا کی۔''مہربانی کر کے ہمارے مسئلہ کی طرف دھیان دیں۔آپ شراب کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے کوئی حل تلاش کیجئے کیونکہ ہماری زندگی کا انحصار اس پر ہے۔''

پاسچر ان کی بات سن کر مسکرایا اور بھروسہ دلاتے ہوئے بولا۔''یہ صرف آپ لوگوں کی ہی خواہش نہیں ہے میں جب چھوٹا تھا تب میرے ابا کی بھی یہی خواہش تھی اور اب نیند میں بھی مجھے اس مسئلے کے بارے میں دھیان رہتا ہے اور جاگنے پر میں اس کا حل دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔''اس لئے آپ بے فکر رہیں میں اس کے بارے میں جتنا بھی زیادہ کر سکوں گا ضرور کرونگا۔لیکن مجھے یقین نہیں کہ ۔۔۔۔۔ اور لوئی کے آنکھ بھر آئے۔وہ زیادہ نہ بول سکا کیونکہ اس کے دماغ میں بچپن کے وہی جملے گھوم رہے تھے۔ ''میں اگر کوشش کروں تو اس کے بارے میں ضرور معلوم کر سکتا ہوں۔'' پھر اس نے ان لوگوں سے کہا۔''کیا آپ اس خراب شراب کا کچھ نمونہ دے کر میری مدد کریں گے۔''اور پھر جب پاسچر نے اس شراب کے نمونے کو

خوردبین میں رکھ کر دیکھا تو اسے پتہ لگا کہ اس میں سلاخ نما مخلوق کے جھنڈ کے جھنڈ چاروں طرف چل رہے ہیں۔ پھر اس نے دودھ کو بھی خوردبین سے دیکھا اسے خراب دودھ میں بہت زیادہ جراثیم اور بیکٹیریا دکھائی دیئے اور اچھے دودھ میں بہت کم۔ اس نے شراب اور دودھ کو کسی خاص درجہ حرارت تک گرم کیا اور پتہ لگایا کہ ایسا کرنے سے جراثیم ختم ہو گئے ہیں اور مائع اشیا کو زیادہ وقت تک محفوظ اور تازہ رکھا جاسکتا ہے۔

اپنے اس تجربہ سے لوئی کی خوشی کا ٹھکانا نہیں رہا وہ اپنے والد کے پاس گیا اور اس نے کہا ''ابا، میں نے جواب معلوم کیا۔ میں نے آپ کی خواہش کو پورا کر دیا ہے۔'' لوئی کی اس کامیابی سے اس کے والد۔ والدہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک اٹھے۔ انھوں نے لوئی کو گلے سے لگایا اور اس مشہور سائنسداں کی طرف بہت پیار سے دیکھا جو ان کا بیٹا تھا۔

لوئی پاسچر کی اس دریافت سے ان کے گھر یا نگر میں ہی نہیں بلکہ پورے فرانس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فرانس کی ایک اہم شراب بنانے کی صنعت کو لوئی پاسچر نے ختم ہونے سے بچالیا تھا۔

1870ء میں جب فرانس جنگ میں پرشیا سے ہار گیا تھا تب اسے پرشیا کو بہت بڑی رقم دینی پڑی تھی۔ یہ رقم فرانس نے شراب کی صنعت کے منافع میں سے ہی دی تھی۔ فرانس کا بادشاہ نپولین III اور اس کی رانی نے لوئی پاسچر کو اپنا مہمان بنا کر محل میں آنے کی دعوت دے کر اس کی عزت کی۔ انھوں نے لوئی پاسچر کے لئے تیس ہزار (30000) فرانسی یورو خرچ کر کے ایک نئی تجربہ گاہ بھی بنائی۔ لوئی پاسچر کی وجہ سے مائع اشیاء گرم کر کے اس کے جراثیم کو مارنے کے عمل کو ''پاسچرازیشن'' کہتے ہیں اس عمل کا استعمال آج بھی کیا جاتا ہے اگلی بار جب دودھ پیو گے تو اس عظیم سائنسداں کا نام یقیناً یاد کرنا۔

ان دنوں فرانس میں انتھریکس (راج پھوڑا) نامی جان لیوا بیماری سے بہت سے بھیڑ اور بکرے مر رہے تھے اور ایک بار پھر لوئی پاسچر کو اس جان لیوا بیماری سے مویشیوں کو بچانے کے لئے یاد کیا گیا۔ پھر لوئی کو یہ جان کر بہت تعجب ہوا کہ مویشیوں میں انتھریکس کی بیماری کیسے پھیلی۔ ایک دن اچانک ہی اس نے مٹی میں کچھ کیچوے کو دیکھا۔ وہ زمین کے نیچے کی مٹی اوپر پھینکتے جا رہے تھے۔ ''یہ بات ہے! لوئی نے سوچا انتھریکس بیماری سے مرے ہوئے مویشیوں کی لاشوں کو زمین میں گاڑ دیا گیا ہے ان کو زمین میں گاڑنے کے بعد بھی ان کے جسم میں اس بیماری کے جراثیم زندہ رہتے ہیں۔'' پاسچر نے دفنائے ہوئے

مویشیوں کے گڑھوں کے پاس سے کچھ مٹی لی اور سوئی کے ذریعے سوروں کے جسم میں داخل کرایا اس نے دیکھا کہ ان سوروں کو وہی بیماری ہو گی اور مر گے اس لئے اس نے کسانوں کو سمجھایا کہ وہ انتھریکس سے مرے اپنے مویشیوں کو دفنائے نہیں بلکہ انھیں جلائے مویشیوں کو جلانے سے ان کے جسم میں موجود بیماری کے زندہ جراثیم بھی جل کر ختم ہو جائیں گے۔

ایک رات جب پاسچر اپنے خاندان کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تب اس کے بیٹے نے کہا۔''پاپا۔آج اسکول کی طرف سے ہم سب طلبا و طالبات ایک مویشی فارم دیکھنے گئے۔ ہمارے استاد نے بتایا کہ اس طرح ہم وہاں رہنے والے مویشیوں کے بارے میں زیادہ سیکھ سکیں گے ۔لیکن میں نے دیکھا کہ وہاں آنگن میں بہت سے مرغی کے بچے مرے ہوئے تھے اس بات سے ان کا مالک بہت غمگین تھا اس نے بتایا کہ مرغیوں کا ہیضہ پھیل گیا ہے جس کی وجہ سے ان کی موت ہوگئی ہے۔''

''یہ کتنی بدنصیبی ہے!'' پاسچر نے اپنے بیٹے سے کہا۔'' مجھے انھیں بچانے کے لئے کچھ دوائی دریافت کر کے کسانوں کی مدد کرنی چاہیے۔''

دوسرے دن اس نے تجربہ گاہ میں کام کرتے وقت کچھ امتحانی نلیوں میں ہیضہ کے جراثیم کی نشو نما کے بارے میں سوچا یہ ایسے جان لیوا جراثیم تھے جس کو اگر کسی مرغی کے جسم میں سوئی کے ذریعے داخل کیا جائے تو اس کی موت یقینی تھی۔

اس وقت اس کی بیوی میری اور بچے یہ چاہتے تھے کہ لوئی کام کے بیچ میں کچھ آرام کرے یہ ان کے اور خود لوئی کے لئے بھی اچھا ہوگا۔ کیونکہ ان دنوں لوئی اپنے کام میں بہت مصروف رہنے کی وجہ سے زیادہ دیر تک کام کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی تجربہ گاہ میں رہتا اس لئے وہ سبھی چاہتے تھے کہ لوئی اپنے گھر والوں کے ساتھ چھٹی گذارے۔چھٹی کے کچھ ہفتے بعد جب لوئی پاسچر اپنے کام پر واپس لوٹا تو وہ تر وتازہ تھا۔'' کام سے تھکان ہونے کے بعد کچھ دن آرام کرنا اچھا رہا۔ میرا دماغ ایک بار پھر تر وتازہ اور زیادہ کام کرنے کے لئے تیار ہوگیا ہے۔''لوئی نے تجربہ گاہ میں اپنے مددگار سے کہا''اچھا اب بتاؤ کہ میں نے مویشیوں کے جو ہیضہ کے جراثیم تمھیں دئے تھے وہ تم نے کہاں رکھے ہیں۔''

''یہ رہے سر''۔اس کے مددگار نے پاسچر کو بتاتے ہوئے کہا۔ یہ جراثیم اب کئی ہفتے پرانے ہو چکے تھے ۔اس نے سوئی کے ذریعے مرغیوں میں ان کو داخل کرایا اور جیسے ایک کرشمہ ہوا کہ مرغیاں نہیں مری۔

پاسچر نے خوش ہو کر کہا''میں نے اب اس کا پتا لگا لیا ہے اب میں اس خطرناک بیماری سے ان مرغیوں کا علاج کر سکتا ہوں۔ امتحانی نلی میں جراثیم کئی ہفتے سے رکھے ہوئے تھے۔اس وجہ سے وہ کمزور ہوگئے ۔اب ان کمزور جراثیموں کو سوئی کے ذریعے مرغی کے جسم میں داخل کرایا گیا۔تب انھوں نے ان میں بیماری کے پھیلنے کو روک دیا۔

شاید اب بات بھروسے کے قابل نہ لگے لیکن حقیقت میں یہ سچ ہے۔ جب ایک بچہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ کئی بار گرتا ہے اور اسے چوٹ لگتی ہے۔لیکن ایسا ہونے سے اس کے پاؤں مضبوط ہونے لگتے ہیں اور وہ اپنے پاؤں پر خود ہی کھڑا ہو کر چلنا سیکھ جاتا ہے لیکن اگر اس کی ماں بہت زیادہ دیکھ بھال کرے اور بچے کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر گرنے ہی نہ دے تو وہ بچہ چلنا سیکھے گا ہی نہیں اسی طرح مرغیوں کے جسم میں سوئی کے ذریعے اگر کمزور جراثیم کو داخل کرایا جائے تو وہ زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں اور بیماری

پھیلانے والے جراثیم کا سامنا کرنے میں جسم کو قابل کر دیتے ہیں۔لوئی پا سچر نے ہنر پالیا تھا جس کی وجہ سے وہ بہت سارے جانداروں کو اس خطرناک بیماری سے بچا کر انھیں زندگی دینے میں کامیاب ہو سکا تھا جانوروں کو اس سائنسداں لوئی پا سچر کی یہ عظیم دین ہے۔

اب لوئی پا سچر انتھریکس کو ختم کرنے یا اس بیماری سے نجات دلانے کے لئے تیار تھا۔اس نے بیمار بھیڑوں میں سے انتھریکس کے جراثیم کو جمع کیا اور انھیں گرم کر کے کمزور کیا۔لوئی نے لوگوں کو یقین کرانے کے لئے ان کے سامنے تجربہ پیش کیا۔ایک ساتھ پچاس بھیڑ لائی گئی۔ان میں سے اس نے پچیس ،پچیس بھیڑ کے دو گروپ بنائے اور انھیں الگ الگ رکھا گیا۔اس نے پہلے گروپ کی 25 بھیڑوں کے جسم میں بیماری کے کمزور جراثیموں کو سوئی لگا کر داخل کرایا اور دوسرے گروپ کے 25 بھیڑوں کو چھوا تک نہیں دو ہفتے کے بعد اس نے سبھی پچاس بھیڑوں کے جسم میں تازہ انتھریکس کے جراثیموں کو سوئی کے ذریعے داخل کرایا یہ خطرناک جراثیم تھے اور دوسرے ہی دن یہ 25 بھیڑ یا تو مر گئے یا مرنے کے قریب تھے۔یہ وہی بھیڑ یے تھے جن کے جسم میں کمزور جراثیم کو سوئی کے ذریعے داخل نہیں کرایا گیا تھا اس طرح لوئی پا سچر نے یہ تجربہ کر کے اپنی بات کو ثابت کر دیا تھا۔

ٹیکہ اس دوا کو کہتے ہیں جس میں کمزور جراثیم ہوتے ہیں ۔ایسی دوائی کو ''احتیاطی دوائی'' کہتے ہیں۔اگلی بار جب تم کبھی T.V پر یہ پیغام دیکھو کہ اپنے بچوں کو ٹیکے لگوانا بہت ضروری ہے تو لوئی پا سچر کو ضرور یاد کرنا۔ پا سچرائزیشن خود ہی ایک ایسی بڑی کامیابی تھی جو لوئی پا سچر کو ہر وقت یاد رکھے گی لیکن وہ بہت ساری ایجادات کی وجہ سے یاد رہے گا۔

لوئی پا سچر اپنے چھوٹے سے نگر اربوس کے لوہار کی دکان میں اس شخص کی بھیانک چیخ ابھی تک نہیں بھولا تھا جو اس نے بچپن میں سنی تھی۔یہ شخص ریبیز کتے کے کاٹنے سے بیمار ہوا تھا اور کتے کے ذریعے اس کے پاؤں پر کاٹی ہوئی جگہ پر گرم گرم لوہے کی سلاخ اس لوہار نے رکھ دی تھی۔لوئی نے دل میں ہی سوچا کہ اس بیماری کے علاج کا کوئی نہ کوئی آسان طریقہ ہو سکتا ہے۔پھر اس نے ریبیز بیماری میں مبتلا ایک جانور کے جسم میں سے جراثیم نکال کر انھیں گرم کر کے کمزور بنایا۔اس نے اس حفاظتی ٹیکہ کی جانچ اپنی تجربہ گاہ کے جانور پر کی اور اسے کامیابی مل گئی۔اس نے پتہ لگایا کہ اس جانور کو پاگل کتے کے ذریعے کاٹنے پر بھی ریبیز بیماری نہیں ہوئی۔لیکن ابھی تک لوئی کی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس کا تجربہ کسی شخص پر کرے۔

انہی دنوں جرمنی کے قریب ہی جوزف نام کا ایک چھوٹا بچہ رہتا تھا۔وہ بہت شرارتی تھا ایک دن جب وہ اسکول سے گھر لوٹ رہا تھا تب اس نے ایک کتے کو چھیڑ دیا۔کتا بہت غصہ ہو گیا۔اور اس نے جوزف کو لگاتار بار بار کاٹ لیا۔جوزف مدد کے لئے چلایا لیکن آس پاس کوئی نہیں تھا۔کچھ دیر بعد اس کے ابا نے اسکی چیخ سنی اور وہ مدد کرنے آئے لیکن جوزف کی حالت دیکھ کر انھیں بہت دکھ ہوا انھیں معلوم تھا کہ پاگل کتے نے بہت سے لوگوں کو کاٹ لیا تھا اور وہ سب کے سب مر گئے تھے۔وہ جوزف کو گھر لے گئے ان کی بیوی نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو وہ بے ہوش سی ہو گئی لیکن پھر اس میں ممتا جاگی اور اس نے ہمت سے کام لیا۔ماں نے بھی سوچا کہ ان کا بیٹا جوزف کا علاج ہونا بہت ضروری ہے۔

اس نے مشہور سائنسداں لوئی پا سچر کے بارے میں سن رکھا تھا۔جو فرانس کے پیرس شہر میں رہتا تھا اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ لوئی پا سچر نے ریبیز بیماری کا پتہ لگا لیا ہو۔اس نے

اپنے شوہر سے کہا۔''ہمیں جوزف کو فوراً پیرس لے جا کر لوئی پاسچر کو دکھانا چاہیے۔پھر کرایہ پر ایک گاڑی لی گئی اور دونوں شوہر بیوی اپنے بیٹے جوزف کو لے کر پیرس پہنچے۔لوئی سے ملاقات ہونے پر جوزف کی ماں نے کہا۔ ''ڈاکٹر پاسچر مہربانی کر کے میرے بچے کو بچا لیجئے اسے ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔''

اس کی بات سن کر لوئی ایک پیچیدہ پریشانی میں پڑ گیا۔یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کے حل کے بارے میں اس نے ابھی تک فیصلہ نہیں لیا تھا۔اس نے سوچا کہ اگر وہ کچھ نہیں کرے گا تو بھی بچے کی موت یقینی ہے اور پھر اس نے اس حفاظتی ٹیکے کا استعمال کسی شخص پر ابھی تک نہیں کیا ہے۔

کبھی کبھی ہم فیصلہ لینے میں مشکل حالات میں پڑ جاتے ہیں۔لیکن پھر بھی ہمیں آخر میں فیصلہ تو لینا ہی پڑتا ہے اور لوئی نے ایسا ہی کیا اس نے فیصلہ لیا کہ وہ جوزف کے جسم میں حفاظتی ٹیکہ کو داخل کرائے گا کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں بھی کرتا ہے تو بھی بچے کا مرنا یقینی ہے۔ اسطرح جوزف دنیا کا پہلا شخص بنا جسے سب سے پہلے ریبیز حفاظتی ٹیکہ دیا گیا اور تجربہ کے کامیاب ہونے پر اس کا نام بھی تاریخ میں قائم رہ گیا۔جب جوزف پر لوئی پاسچر نے اپنا تجربہ کیا تو جوزف کے ماں باپ اور لوئی میں سب سے زیادہ فکرمند شخص لوئی ہی تھا۔

اپنی اس عظیم کامیابی پر لوئی پاسچر خوشی سے جھوم اٹھا اور اس نے کہا'' میں جانتا تھا کہ اگر میں کوشش کروں گا تو اس کے بارے میں یقیناً کامیاب ہو سکتا ہوں۔''لوئی پاسچر نے ایک آدمی کو نئی زندگی بطور عطیہ دی یہ کتنی ناقابل فراموش اور حیرت انگیز بات ہے۔ لوئی پاسچر کے نام پر فرانس میں ایک ''پاسچر ریسرچ سینٹر'' بنا کر اس کے عظیم کارناموں کو سہرایا گیا۔

جنید عبدالقیوم شیخ (مہاراشٹر)